ثمرات

از جناب نہال صاحب سیوہاروی

پھر دل میں سمایا خطرِ گردشِ ایام | ساقی مجھے اک جام ارے ساقی مجھے اک جام
منزل نہیں تیری یہ جہانِ سحر و شام | اے دوست سبک گام سبک گام سبک گام
پیری کا تصور بھی ہے منجملۂ اوہام | دل زندہ ہے تو صبحِ جوانی کی نہیں شام
دیکھا نہ سنا تھا کبھی یہ قحطِ مئے عشق | مغرب بھی تہی جام ہے مشرق بھی تہی جام
کیا تجھ سے کہوں بتکدۂ دہر کا عالم | سو طرح کے آذر ہیں تو سو رنگ کے اصنام
دنیا میں نہیں ملتِ حق کوئی مگر عشق | اس ملتِ حق میں نہیں گنجائشِ اوہام
دیکھے کوئی تہذیب کی اس فتنہ گری کو | پوچھے کوئی اس عہد کے انسان کا ہی کیا نام
رونے سے نہیں طالعِ ناکام بدلتا | آگاہ ہوا اے نوحہ گرِ طالعِ ناکام
سن لے کہ اقامت ہے بالفاظِ دگر موت | ہشیار کہ یہ دہر نہیں منزلِ آرام
حیرت میں ہوں کس حسن سے معمور ہے دنیا | یہ چاند، یہ تارے، یہ حسینانِ گل اندام
وہ پہلے پہل حسن سے نظروں کا تصادم | وہ عشق کے ہونٹوں پہ لرزتا ہوا پیغام
بیٹھے ہیں ترے منتظرِ دیدہ سرِ راہ | اے ترکِ پری چہرہ ادھر زحمتِ یک گام!
ہونے کو تو ہوتی ہی ہے ہر اک شام دل آویز | وہ آئے تو کچھ اور سلونی سی ہوئی شام
کہسار سے جس طرح برستی ہوں گھٹائیں | ہوتی ہے مری طبع سے یوں بارشِ الہام
میں اہلِ جہاں سے نہیں محتاجِ تعارف | روشن صفتِ مہرِ درخشاں ہی مرا نام
جس شخص کو کہتے تھے نہال اہلِ زمانہ | وہ شخص بھی نکلا ہدفِ گردشِ ایام